آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۵

مطابق رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۹ھ

چندہ سالانہ

[illegible]

فہرست مضامین

سیرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم حصہ اوّل

(میونسپل گزٹ لاہور کا ریویو)

مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے قادیانی نے حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مفصل سوانحعمری لکھنی شروع کی ہے۔ جس کا حصہ اوّل خوشی کی بات ہے کہ حال میں اعلیٰ اہتمام سے شائع ہو گیا ہے جو ۲۰×۲۶ تقطیع کے ۲۵۶ صفحوں پر ہے۔ اس میں قابل مصنف نے عرب کی جغرافیائی کیفیت اور اسلام سے قبل عرب کی جستہ جستہ تاریخ لکھنے کے بعد اسلام کا تاریخی تذکرہ اور پھر آنحضرت صلعم کی پیدائش سے لیکر بعثت نبوت تبلیغ اسلام اور ہجرت نبوی کے حالات نہایت شرح و بسط سے دلچسپ پیرایہ میں لکھے ہیں۔ طرز بیان شستہ سلیس اور مؤثر ہے اور جس طرح کتاب اپنی حقیقی و معنوی خوبیوں کے لحاظ سے قابلِ تعریف ہے ویسے ہی اس کا حُسن طباعت اور عمدگی کاغذ بھی لائقِ داد ہے۔ جس کی تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بخوبی قدر کرنی چاہیئے۔

قیمت درجہ اوّل ۳ ؎ ، درجہ دوم ۲ عہ

ایسی کتابیں کم استطاعت مسلمانوں کے لئے اگر ہلکی قیمت کی ہوں تو یقیناً بہت سے لوگ فائدہ اُٹھا سکیں۔

اس سلسلہ کا دوسرا حصہ معرض تحریر میں بتایا جاتا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کے حالات اور اُس زمانہ کی اسلامی تاریخ پر مشتمل ہو گا تیسرے حصہ میں آنحضرت صلعم کی سیرۃ المبارک قلم بند ہو گی۔

نوٹ اور خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی طبیعت کچھ دنوں سے ناساز چلی آتی ہے۔ اس لئے حضور کی جگہ اب مولوی سید سرور شاہ صاحب مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عصر درس دیتے ہیں ؛

جناب سید قاضی امیر حسین صاحب کو عام درس و تدریس کے لئے مدرسہ احمدیہ سے فارغ کر دیا گیا ہے ؛

۱۸- مارچ سنہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رو سے قادیان کی آبادی بلحاظ مذہب حسب ذیل پائی گئی ہے ۱- احمدی ۲۳۵۲

غیر احمدی	۱۲۰۴	عیسائی چوہڑے	۱۸
ہندو	۴۹۱	ساہنسی	۴
سکھ	۱۶۷	پوربیے	۵
چوہڑے	۲۳۳		

خواجہ حسن نظامی نے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے افریقہ میں چار ہزار عیسائیوں کے احمدی ہونے پر کمال خوشی کا اظہار کیا ہے۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء ؛

مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے اور شیخ چراغدین صاحب کو امریکہ جانیکا مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کو ولایت جانیکا اور شیخ فضل الرحمن صاحب کو نائیجیریا جانیکا حضرت صاحب کی طرف سے حکم مل چکا ہے ؛

جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال اپنے تازہ ترین خط میں لکھتے

ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لنڈن مشن کا کام روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور عرصہ زیر رپورٹ میں تبلیغ اسلام کا کام سٹار سٹریٹ اور پٹنی والے مکان دونوں جگھوں پر جاری رہا۔ چونکہ لنڈن بہت بڑا شہر ہے۔ اور یہ دونوں مکان ایک دوسرے سے قریباً ایک گھنٹے کے ریلوے سفر پر واقع ہیں۔ اور ایک علاقہ کے لوگوں کو دوسری جگہ جانے میں دقت ہوتی ہے اسلئے مصلحتاً دونوں مرکزوں کو قائم رکھا گیا ہے۔ چودھری صاحب نے ترکوں کے دونوں وفدوں کے ممبروں سے ملکر اپنے سلسلہ کے متعلق گفتگو کی۔ اور ان میں لٹریچر تقسیم کیا۔ ان میں سے اکثر لوگ جماعت احمدیہ سے اچھی طرح واقف تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے اختلاف سے بھی واقف تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری احمدیہ جماعت لنڈن میں تین ممبروں کا اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سب سے بڑھکر قابل ذکر ایک صاحب کیل ہیں۔ جو آئرلینڈ کے باشندے ہیں۔ اور آجکل مانچسٹر میں رہتے ہیں۔ فوجی ملازمت میں دیر تک ہندوستان رہے ہیں اردو خوب اچھی طرح بول سکتے ہیں۔ دوسرے صاحب ابراہیم کپا کا حبشی النسل سائوتھ پانڈ کے باشندے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور ایک بہت بڑے سیاح ہیں۔ انہوں نے تمام یورپ اور امریکہ کی سیر کیا ہوا ہے یہ صاحب قریباً ایک مہینہ گذرا ہے۔ کہ امریکہ سے تشریف لائے ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں۔ کہ امریکہ میں ایک کروڑ حبشی اسلام لانے کے لئے تیار ہے۔ ان لوگوں میں قومی جوش بہت ہے۔ عیسائیت کی منافقت ان پر کھل چکی ہے۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اسلام کو مطالعہ کر کے مسلمان ہو جاویں۔ تیسرے صاحب ایک انگریز ہیں

ڈاکٹر وارث علی صاحب بغداد سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ بغداد میں

باقاعدہ انجمن احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ بغداد کے گرد و نواح کے تمام احمدی احباب اپنے آپ کو اس انجمن میں شامل کر لیں کیونکہ علیحدہ رہ کر سلسلہ کی تحریکوں کا علم نہیں ہو سکتا۔ ہمارے حاجی صوفی حسن موسیٰ خان جی آلوسع اسٹریلیا میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ آپ کی صحت بہت خراب ہے۔ احباب سے ملتجی دعا ہیں ؛

ولایتی اخبار نیوسٹیٹسمین رقمطراز ہے۔ کہ آجکل شہر پیرس کے یونانی محلہ کے لوگوں کی توجہ ایک نوجوان لڑکی کی طرف لگی ہوئی ہے جس کا بیان ہے۔ کہ اس سال کے اخیر میں پیرس کے نواحات میں حضرت مسیح پیدا ہونگے۔ اور ۱۹۵۴ء میں سینٹ سیورن چرچ کے نیچے انہیں جام شہادت پلایا جاویگا۔ اس طرز کی یہ پہلی خبر نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی مسیح اور مہدی کی آمد کی خبریں مشہور ہو چکی ہیں۔ اور لوگ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہمہ تن انتظار ہو رہے ہیں :-

مگر

یارو جو مرد آنیکو تھا وہ تو آچکا ؛ یہ راز تمکو شمس و قمر بھی بتا چکا

(۱)

حضرت رابعہ بصریہ کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ ایک رات ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں نظر آئے۔ آپنے پوچھا۔ رابعہ کیا تجھے مجھ سے محبت ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ بھلا کوئی ایسا بھی انسان ہو سکتا ہے۔ جسکو حضور سے محبت نہ ہو۔ لیکن سچ بات یہ ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ کی محبت میرے دل کے تمام گوشوں میں اسطرح سما گئی ہے۔ کہ کوئی جگہ کسی اور کے لئے خالی نہیں رہی۔ اسی پاکباز عورت کے متعلق لکھا ہے۔ کہ آپ کبھی شیطان کو برا نہ کہتی تھیں۔ اور فرمایا کرتی

تھیں۔ کہ جتنی دیر اس فضول کام میں خرچ کرونگی اتنی دیر تک اپنے محبوب کے ذکر میں کیوں نہ مشغول رہونگی۔ شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو ❊ چو بگذشت بر عارف جنگجو
گر این مدعی دوست بشناختے ❊ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

(۲)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز اتنی دیر تک پڑھتے تھے۔ کہ آپ کے پاؤں سوجھ جاتے تھے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدا تعالےٰ تو آپ کے متعلق فرماتے ہیں لیغفر لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر (حضور کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہوئے) فرمایا عائشۃ افلا اکون عبداً شکوراً (کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کامل انسان کی تعریف فرماتے ہیں :-

کامل آں باشد کہ با فرزند و زن ❊ با عیال و جملہ مشغولے لے تن
با تجارت با ہمہ بیع و شری ❊ یک زمان غافل نہ گردد از خدا

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی تو فرماتے ہیں لا رھبانیۃ فی الاسلام (اسلام رہبانیت کو ناجائز قرار دیتا ہے)

(۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ آواز آوے۔ کہ تو مخذول ہے مطرود ہے۔ تیری کوئی مراد بھی پوری نہیں ہوگی۔ تو مجھے رب العالمین کی پاک ذات کی قسم ہے۔ کہ اس کی محبت میں اور عشق اور خدمت دین میں ذرا فرق نہیں آویگا۔ کیونکہ دعا کرنا اور مانگنا ہمارا کام ہے۔ آگے قبول کرنا یا نہ کرنا یہ اسکی مرضی ہے۔ محبت

کی لغت میں اسی کو عشق صادق کہتے ہیں ؛

(۵)

یروشلم ۱۵ھ ہجری میں حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد مبارک میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ ۴۹۲ھ ہجری میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے چھین لیا۔ ۵۸۳ھ ہجری میں صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرانس۔ جرمنی۔ انگلینڈ کی متحدہ فوجوں کو شکست دیکر پھر اسلام کا پاک جھنڈا بیت المقدس میں جا گاڑا۔ ۶۲۶ھ ہجری میں مسلمانوں کی غفلت سے پھر عیسائیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ اور گیارہ برس کے بعد ۶۳۷ھ ہجری میں پھر کریسنٹ (نشان جھنڈا اسلامی) کراس (نشان جھنڈا عیسائیت) کی جگہ نصب ہوا۔ اور پھر سات صدیوں کے لمبے عرصہ کے بعد ۱۳۳۵ھ ہجری گذشتہ لڑائی میں انگریزوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ اور ابھی تک انہی کے پاس ہے ؛

(۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔ اور آپ نے اس لمبے عرصہ میں مجھے کبھی بھی یہ نہ فرمایا۔ کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور کیوں نہ کیا۔ کیوں نہ ہو۔ کہ حق تعالیٰ آپ کے اخلاق کے مداح ہیں اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (تیرے اخلاق بہترین اخلاق ہیں)

(۷)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب۔ پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی میں لوگوں کی پیٹھ لگاتا ہے۔ بلکہ وہ شخص ہے۔ کہ جو شدت غضب میں اپنے سے باہر نہیں ہو جاتا ؛

(۸)

ایکدفعہ ایک مسلمان قافلہ مدینہ منورہ کے گردونواح میں اترا۔ حضرت عمرؓ اسکی حفاظت اور خبر گیری کے لئے خود تشریف لے گئے۔ پہرہ دے رہے تھے جو ایک طرف سے رونے کی آواز آئی۔ دیکھا کہ ایک شیر خوار بچہ ماں کی گود میں رو رہا ہے۔ آپ نے عورت کو اپنے بچہ کو چپ کرانے کے لئے کہا۔ وہ کیا جانے کہ یہی وہ عمرؓ ہے جس کے نام سے دنیا کے عظیم الشان سلاطین کانپتے ہیں اس نے اس اجنبی انسان کے قول کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور بچہ بدستور رو دیا کیا۔ واپس آئے۔ اور ماں سے ناراض ہوئے۔ اس نے کہا۔ اصل بات یہ ہے کہ بچوں کا جب تک دودھ نہ چھڑایا جاوے۔ انکو بیت المال سے وظیفہ نہیں ملتا۔ میں اس کا دودھ چھڑاتی ہوں۔ اور یہ روتا ہے۔ یہ بات سنکر حضرت عمرؓ کے سینہ پر ایک پتھر سا لگا۔ اور کہنے لگے۔ اے عمرؓ۔ معلوم نہیں۔ اس طرح تو نے کتنے مسلمان بچوں کا خون کیا ہوگا۔ اسی وقت حکم دیا۔ کہ یوم پیدائش سے مسلمان بچوں کے وظیفے مقرر ہوں۔ سلطنت کی ذمہ واری سے گھبرا کر عدل میں نوشیرواں کو شرمندہ کرنے والا عمرؓ بعض دفعہ بے اختیار کہہ اٹھتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ کاش میں گھاس کا ایک تنکا ہوتا ۔

(۹)

۶۵۶ھ ہجری میں خلیفہ مستعصم باللہ کے عہد میں اسکے غدار وزیر محمد بن علقمی شیعہ کے بلانے پر چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خاں نے بغداد دار الخلافہ سلطنت اسلام پر چڑھائی کی۔ خلیفہ بمع اپنے متعلقین کے کمال بے ایمانی سے ہلاکو کے کیمپ میں قتل ہوا۔ لیکن وہی سلطنت اسلام کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دینے والا ہلاکو بعض مورخین کی تحقیقات کے مطابق اسلام کی بے نظیر تعلیم سے متاثر ہوکر خود مسلمان ہوگیا۔ اس میں شاید کچھ گنجائش اعتراض ہو مگر یہ بالکل صحیح ہے کہ اس کا بیٹا تکدار خاں جو اپنے بڑے بھائی ابغا خاں کے بعد تخت نشین

ہوا۔ علانیہ مسلمان ہوا۔ اس کا نام سلطان احمد رکھا گیا۔ یہ ہے محمد عربی کی تعلیم کی قوت! ؎

(۱۰)

منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی جو کہ حضرت صاحبؑ کے پرانے خادموں میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محویت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ منشی اروڑا مرحوم (منشی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قسم کے عاشق تھے) کو کپورتھلہ میں نہ پاکر میں نے سمجھا۔ کہ منشی صاحب قادیان چلے گئے۔ اور افسوس ہے۔ مجھے اطلاع تک بھی نہ دی۔ میں بھی قادیان چلا آیا۔ مسجد میں آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملا۔ منشی اروڑا صاحب مرحوم اسوقت حضرت صاحب کو دبا رہے تھے۔ حضرت صاحبؑ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ منشی صاحب آپ تو آ گئے۔ لیکن نامعلوم منشی اروڑا صاحب کیوں نہیں آئے۔ وہ تو بڑے مخلص ہیں۔ قربان جائیے منشی اروڑا مرحوم کے ادب کے اتنا بھی تو آپکی زبان سے نہ نکلا۔ کہ حضور میں تو آپؑ کو دبا رہا ہوں! ؎

(۱۱)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ انا اٰخر الانبیاء وان مسجدی اٰخر المساجد۔ (میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے) اس حدیث میں حضورؐ نے نبی آخر الزمان ہونیکی تشریح فرما دی۔ کہ خاتم الانبیاء ہونے سے مراد میری مسجد یعنی شریعت اور طریقہ عبادت کا آخری ہونا ہے ؎

(۱۲)

لفظ بعد کے جہاں معنی "پیچھے" کے ہیں۔ وہاں اس کے معنی مقابلہ

اور مخالفت کے بھی ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔ یعنی جو بات حق کے خلاف ہوگی وہ ضلال ہوگی۔ اور فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون۔ (اللہ اور اس کی آیات کے مقابلہ میں وہ کس بات کو مانینگے) اور یہی معنی لا نبی بعدی کے ہیں۔ کہ ایسا نبی کوئی نہیں آویگا۔ جو میرے اور میری شریعت کے خلاف ہو۔ یا ایسی شان کا نبی نہیں آویگا۔ جس شان کا میں ہوں۔ بخاری میں آتا ہے۔ اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ۔ حالانکہ آنحضرتؐ والے قیصر کے بعد دوسرے قیصر ہوئے۔ لیکن وہ پہلے قیصر کی شان کے نہیں تھے ؛

(۱۳)

پیشگوئیاں بعض دفعہ حالات کے ماتحت بدل جاتی ہیں۔ خدائے تعالے نے آنحضرتؐ کو فرمایا۔ ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔ اللہ مکہ والوں کو عذاب نہیں دیگا جبتک تُو ان میں ہے یا جب تک وہ استغفار کریں۔ حالانکہ نبی کریمؐ مکہ میں تھے۔ جو سخت قحط پڑا۔ اور اس کو قرآن کریم نے عذاب الیم کہا ہے ؛

(۱۴)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین۔ مومن ایک جگہ سے دو دفعہ دھوکا نہیں کھاتا ؛

(۱۵)

حضرت خلیفہ اوّلؓ فرمایا کرتے تھے۔ خدا کے پیاروں کی اولاد کو میں نے کبھی بھیک مانگتے نہیں دیکھا ؛

(۱۶)

۱۶۔حضرت خلیفہ ثانیؓ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔جو شخص تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا۔ .... میں اس سے عبادت کا مزا چھین لونگا۔۱۷۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔منافق کی تین بڑی نشانیاں ہیں اذا حدث کذب (جب بات کرے جھوٹ بولے) اذا وعد اخلف (جب وعدہ کرے اسکو توڑے) اذا اؤتمن خان (جب امین بنایا جاوے خیانت کرے) ۱۸۔حضرت امام شافعیؒ کی والدہ کے پاس دو آدمیوں نے کچھ روپیہ امانت رکھا۔اور کہا۔کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے آپکے پاس نہ آویں۔آپ یہ روپیہ ہم سے کسی ایک کو ہرگز نہ دیں۔اتفاق سے کچھ دنوں کے بعد ان میں سے ایک آیا حضرت امام شافعیؒ کی والدہ کو وہ شرط بھول گئی تھی۔آپنے اس کو روپیہ دیدیا۔کچھ مدت کے بعد دوسرا آدمی آیا۔اور اس نے روپیہ مانگا۔امام شافعیؒ کی والدہ حیران رہ گئیں۔کہ اب روپیہ دینا پڑیگا۔اسکو کہا۔کہ تھوڑی دیر بعد آنا۔اتنے میں امام شافعیؒ آئے۔والدہ کو حیران پایا۔سبب دریافت کیا۔حال معلوم ہونے پر والدہ کو کہا۔آپ فکر نہ کریں۔میں خود اس سے نپٹ لونگا۔جب اس آدمی نے دوبارہ آکر روپیہ کا مطالبہ کیا۔اور کہا۔کہ آپ نے خلاف شرط کیوں ایک شخص کو روپیہ دیدیا۔تو حضرت امام شافعیؒ نے کہا۔کہ آپ کا مطالبہ بھی غلط ہے۔شرط کے مطابق آپ دوسرے آدمی کو لاویں۔تب روپیہ ملے گا۔وہ یہ دلیل سُن کر حیران رہ گیا اور شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا۔ایسے دماغ والا انسان اپنے اُستاد وکیع سے اپنے دماغ کے خراب ہونیکی شکایت کرتے ہوئے دماغ کے اچھا کرنے کا علاج پوچھتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:۔

شکوت الیٰ وکیعٍ سوء حفظی ٭ فاوصانی الیٰ ترک المعاصی

لان العلم فضل من الٰہٍ ٭ وفضل اللہ لا یوتی لعاصی

میں نے اپنے اُستاد وکیع سے اپنے سوءِ حفظ کی شکایت کی۔آپنے فرمایا۔کہ

ترک معاصی کرو۔ کیونکہ مارغ ذریعہ ہے علم حاصل کرنے کا۔ اور علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ....۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل گنہگار کو نہیں ملتا۔

۱۹۔ حدیث قدسی ہے۔ قال اللہ یسب بنو آدم الدھر وانا الدھر بیدی اللیل والنہار۔ زمانے اور دنوں کو بُرا مت کہو۔ خدا فرماتا ہے۔ مَیں زمانہ ہوں میرے حکم سے تمام کارخانۂ کائنات کام کر رہا ہے۔

۲۰۔ شانِ مسیح موعودؑ۔

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں ؛ اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرشِ رب العالمین ؛ قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار

خاکسار غلام فرید

حضرت زرتشت نبی

شیخ غلام فرید صاحب بی۔اے کے انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا

انسان دنیا میں بے فائدہ و بے وجہ نہیں بھیجا گیا۔ مگر وہ اپنی نادانی اور کوتاہ فہمی سے سمجھتا ہے۔ کہ اسکی زندگی اسی دنیا تک محدود ہے۔ اور اس کی پیدائش کی غرض کھانے۔ پینے اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے سے بڑھکر اور کچھ نہیں۔ لیکن اسکے پیدا کرنے والے نے اسکی زندگی کا ایک نہایت اہم اور اعلیٰ مقصد قرار دیا ہے۔ اگر اس کی خلق کا مدعٰی اس سے بڑھکر اور کچھ نہ ہوتا۔ جو یہ اپنی نادانی سے اپنے لئے تجویز کئے ہوئے ہے۔ تو اسکو بھی حیوانات جیسے قویٰ دیئے جاتے۔ کیونکہ اس کے تجویز کردہ مقصد کو حیوانات بطریق احسن پورا کر رہے ہیں۔ مگر خدائے تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات اور افضل الکائنات پیدا کیا ہے۔ اسکو حیوانات سے اعلیٰ اور برتر قویٰ عطا فرمائے ہیں۔ لہٰذا اس کی

زندگی کا مقصد بھی حیوانات اور جانوروں کی زندگی کے مقصد سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ کارلائل ایک بہت بڑا انگریز مصنف کہتا ہے کہ انسانی زندگی ایک نہایت مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔ جسپر نہایت سنجیدگی اور متانت سے غور کرنا چاہیئے۔ پس جس طرح جانوروں کی طرح کھانے۔ پینے اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے انسان دنیا میں نہیں آیا۔ اسی طرح مال جمع کرنے۔ بڑی بڑی عزتیں حاصل کرنے۔ جغرافیہ اور سائنس کی ایجادیں کرنے۔ علم اقتصادات علم طبقات الارض۔ علم نباتات وہندسہ اور علم منطق اور فلسفہ کے عمیق اور لاینحل مسئلوں کو حل کرنے کے لئے بھی نہیں بھیجا گیا۔ کیونکہ انسان کی زندگی اس جہان میں اتنے محدود اور قلیل عرصہ کے لئے ہے۔ کہ اگر وہ تمام عمر رات دن محنت کرکے ایک علم کے حاصل کرنے کے لئے خرچ کرے۔ تو بھی اسکی انتہاء اور تہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس وہ چیز جسکا حصول اسکی طاقت اور مقدرت سے بالاتر ہے۔ اسکی زندگی کا مقصد قرار دی نہیں جا سکتی ؂

تو پھر سوال ہوتا ہے۔ کہ اگر دنیوی مال و عزت اور دنیوی علوم حاصل کرنا اسکی پیدائیش کی غرض نہیں تو وہ کونسا مقصد اور مدعیٰ ہے۔ جس کیلئے رب العالمین نے انسان کو دنیا میں بھیجا۔ اس کا جواب قرآن کریم میں موجود ہے۔ فرماتا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ "میں نے انسان اور جن کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں"

پس انسان کی زندگی کا مقصد و مدعیٰ اور اسکی پیدائیش کی غرض اس کے پیدا کرنے والے کے خیال میں اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں۔ کہ انسان خدا کی عبادت کرے۔ اور اسکی یاد اور محبت میں ایسا فنا ہو جاوے۔ کہ اس زمین پر رہتے ہوئے وہ کسی اور جہان میں بس رہا ہو۔ اور خدا کی محبت اسکے دل پر ایسی غالب اور مستولی ہو۔ کہ حسینانِ جہان اسکی نظر میں ہیچ ہو جاویں

اور وہ محسوس کرنے لگے :-

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا ❊ لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا
اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا ❊ جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

مگر یہ تجربہ شدہ بات ہے۔ کہ جتنا بڑا مقصد ہوتا ہے۔ اس کے حصول کے لئے ویسے ہی بڑے مصائب اور ابتلاؤں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ محبوب اپنے عاشقوں کو بغیر آزمائش عشق نہیں ملا کرتے۔ محبوب حقیقی کے بلاد کی طرف جو سڑک جاتی ہے۔ اس میں قدم قدم پر خاردار جھاڑیاں۔ خطرناک درندے اور زہریلے سانپ اور اژدہا ہیں۔ جو اپنی پھنکاروں سے غریب مسافر کی ہمت اور استقلال میں تزلزل پیدا کرتے ہیں۔ سچ فرمایا ہمارے آقائے نامدار نے

واہ رے باغ محبت موت جسکی رہ گذر ❊ وصل یار اس کا ثمر پر ارد گرد اسکے ہیں خار

چونکہ خدائے تعالیٰ کے مقدس شہر کی طرف جو راستہ جاتا ہے۔ وہ ایسا دشوار گذار اور خطرناک ہے۔ کہ بغیر کسی رہبر کامل کے وہاں انسان کا پہنچنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس لئے خدائے تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے اور اپنے تک پہنچنے کیلئے جب سے انسان پیدا ہوا ہر زمانے اور ملک میں ضرورت کے مطابق اپنی طرف سے رہبر بھیجتا رہا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ان من امۃٍ الا خلا فیھا نذیر۔ (ہر امت میں خدا کی طرف سے نذیر آتے رہے)

پس دنیا کا کوئی خطہ نہیں۔ جس میں بوقت ضرورت خدا کی طرف سے مرسل اور نبی نہ آتے رہے ہوں۔ خواہ ہمیں ان کا علم ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ بہت سے ایسے رسول گذرے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے نہیں کیا۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے ورسلاً قد قصصناھم علیک من قبل ورسلاً لم نقصصھم علیک۔

آرکی آلوجی کی موجودہ تحقیقات نے بہت سی نئی باتوں کا ہمارے علم میں اضافہ کیا ہے۔ جنہیں سے ایک بات حضرت زرتشت کا وجود ہے۔ جو کسی وقت میں

ایران کی ہدایت کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ ان کے متعلق میں آج کچھ لکھنا چاہتا ہوں +

یہ قاعدے کی بات ہے۔ کہ جب کوئی انسان اپنی کسی خصوصیت کے سبب دنیا میں عزت اور شہرت حاصل کرتا ہے۔ تو ہر وہ چیز جسکو اسکے ساتھ کچھ بھی تعلق اور علاقہ ہوتا ہے۔ اسکی طرح مشہور ہو جاتی ہے۔ وہ خاندان جس سے ایسا قابل انسان پیدا ہوا۔ وہ ماں جس نے ایک فرزند جنا۔ اور وہ باپ جسکی صلب سے ایسا نونہال پیدا ہوا۔ اور وہ ملک اور شہر جسمیں وہ پیدا ہوا۔ غرض تمام وہ چیزیں جو معمولی حالات میں صفحہ تاریخ سے بالکل مٹ گئیں ہوتیں۔ ایک تاریخی انسان کے ساتھ تعلق رکھنے سے تاریخی بن جاتی ہیں۔ مگر افسوس کی بات ہے۔ کہ حضرت زرتشت کے متعلق یا بسبب اسکے کہ آپ ایسے وقت میں پیدا ہوئے تھے۔ کہ اسوقت عام طور پر تاریخ کو محفوظ رکھنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ یا بسبب اسکے کہ شاید آپ ایسی قوم میں مبعوث ہوئے۔ جس نے اپنی تاریخ کو خود محفوظ نہیں رکھا۔ ہم بہت سی ضروری اور اہم باتوں کے متعلق بالکل اندھیرے میں ہیں۔ اور جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں۔ انکی صحت کے متعلق بھی ہم کامل وثوق اور یقین کے ساتھ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ مگر جو کچھ بھی مورخوں اور قدیم چیزوں کے علوم کے ماہروں نے اپنی باریک چھان بین اور دقیق تحقیقات کے بعد ہم تک پہنچایا ہے۔ ہمیں اسکو بغیر کسی معقول وجہ کے رد کرنیکا حق حاصل نہیں +

اس بات کے متعلق کہ حضرت زرتشت کس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑا اختلاف ہے۔ مگر بہت بڑی رد وکد اور تحقیقات کے بعد ماہرین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ حضرت زرتشت ساتویں صدی قبل مسیح کے دوسرے نصف اور چھٹی صدی قبل مسیح کے نصف میں دنیا میں رہے۔ بعضوں کے خیال کے مطابق آپکی عمر ۷۷ برس یعنی ۶۶۰ — ۵۸۳ قبل مسیح ہے۔ اگر روایات کو صحیح تسلیم

کیا جاوے۔ تو آپ ہی کے وقت میں یہودیوں کو بخت نصر ابل میں قید کرکے لے گیا۔ اور پھر آپ کے ایک پشت بعد وہ رہا ہوئے۔ حضرت زرتشت کی جائے پیدائش کے متعلق بھی بہت بڑا اختلاف ہے۔ مگر زیادہ تر حصہ ماہرین کا اس طرف گیا ہے۔ کہ آپ آذربیجان یعنے میدیا کے مغرب میں پیدا ہوئے۔ اور اگر بہت ہی صحیح اندازہ لگاویں۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ آپکی پیدائش جھیل یورومیاہ کے قریب ہوئی

حضرت زرتشت کی پیدائش

آپ شاہی خاندان میں پیدا ہوئے۔ اور وہ خاندان بادشاہ منوشہر پر جاکر ختم ہوجاتا ہے۔ آپکے والد ماجد کا نام پوروشاسپ اور والدہ کا نام دکتاب تھا۔ آپ پانچ بھائی تھے دو آپ سے چھوٹے تھے۔ اور دو آپ سے بڑے تھے۔ روایات کہتی ہیں۔ کہ آپ کی پیدائش کے وقت بہت سے معجزے ظہور میں آئے جنمیں سے ایک یہ ہے کہ ابھی آپکی والدہ ماجدہ کی عمر چھوٹی ہی تھی۔ کہ آسمان سے ایک نور اترا جو ان کے اندر داخل ہوگیا۔ اور ان میں ایسی کیفیت پیدا کردی۔ کہ آپکے نانا نے سمجھا کہ شاید آپکی والدہ پاگل ہوگئی ہیں اس نے آپکی والدہ کو اس خیال میں کہ یہ پاگل ہوگئی ہے۔ میری بدنامی کا موجب نہ ہو۔ یا کوئی اور نقصان مجھے نہ پہنچادے گھر سے نکالدیا۔ اور وہ بے سروسامانی کی حالت میں سفر کرتی ہوئیں الاک یا ارک کے ضلع میں پہنچیں۔ جہاں مدت سے حضرت زرتشت کے آباؤ اجداد کا قبضہ چلا آتا تھا۔ حضرت زرتشت کے دادا نے اپنے بیٹے کا نکاح اس سے کردیا۔ اور اس جوڑے سے حضرت زرتشت پیدا ہوئے۔ حضرت زرتشت کی

* نوٹ چنگیز خاں کی والدہ کے متعلق بھی تاریخ میں آتا ہے کہ وہ دریا کے کنارے نہا رہی تھی کہ ایک روشنی اسکے اندر داخل ہوئی اور اسکو حمل ہوگیا۔ لوگوں نے اسے مارنا چاہا اس نے کہا۔ کہ انتظار کرو اگر میرے اس حمل سے بچہ پیدا نہ ہوا۔ بلکہ بچی پیدا ہوئی تو جو چاہنا میرے ساتھ سلوک کرنا۔ چنانچہ چنگیز خاں پیدا ہوا اور وہ حضرت مسیح کی طرح بے باپ تھا۔ منہ

پیدائش بالکل ان پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی۔ جو آپ سے پہلے صالحین اور خدا کے پیاروں نے کی تھیں۔ اس فرقہ مولویاں کا خدا ستیاناس کرے۔ ان کو ورثہ میں خدا کے نبیوں اور پیاروں کی مخالفت ہی ملی ہے۔ اور کوئی خدا کا مرسل اور پیارا نہیں گذرا۔ جو ان جبہ پوشوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رہا ہو۔ انہوں نے یہ دیکھکر کہ یہی وہ فرزند ہے۔ جو کسی وقت میں ایک بہت بڑا مصلح ہو کر انکی تجارت کو نقصان پہنچا دیگا۔ انکو بچپن میں ہی تباہ کرنے کے لئے ایڑیوں تک زور لگایا مگر جس کو خدا بچائے اسکو کون مارے۔ خدا تعالیٰ نے انکے اور اس زمانے کے فرعون دوراسبو کے جو ..... تمام بچوں کو مروا ڈالتا تھا۔ تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ چار دفعہ آپکو جان سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ مگر تقدیر کے نوشتوں نے پورا ہونا تھا۔ اور اسی زرتشت نے جو آپ انکی سازشوں کا تختہ مشق بنا ہوا تھا کسی وقت میں ان خبیث جبہ پوشوں اور بدبخت دوراسبو کی عزت کو خاک میں ملانا تھا۔ ابھی آپکی عمر سات سال کی نہیں ہوئی تھی۔ کہ آپکو ایک نہایت عالم اور بزرگ شخص کی تربیت میں رکھا گیا۔ اس کا نام روایات برزین کرس بتاتی ہیں۔ ہمارے مسیح موعود علیہ السلام بھی بٹالہ میں چھوٹی عمر میں ایک شخص فضل شاہ سے کچھ تحصیل علم کرتے رہے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس طرح ہمیں حضرت زرتشت کی جائے پیدائش اور وقت پیدائش کے متعلق کامل اور پوری اور صاف صاف واقفیت نہیں۔ اسی طرح

حضرت زرتشت کا بچپن۔

آپکے بچپن اور جوانی کے متعلق بھی ہمیں کافی سے بہت کم علم پہنچا ہے۔ ہم کو کچھ علم نہیں۔ کہ بچپن میں آپکو کیسے حالات سے گذرنا پڑا۔ آپکے یار اور ہم نشین کیسے لوگ تھے۔ آپکی نشست برخاست کیسے لوگوں میں تھی۔ ہاں یہ ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ ابھی آپکی عمر ۱۲-۱۳ سال کے قریب قریب تھی۔ جب آپ اسوقت کے مولویوں سے امور دین

میں بڑے بڑے مباحثے کرتے تھے۔ اور ہمیشہ آپ انکو شکست دیتے تھے کیوں نہ ہو۔ کہ آپ کو خدا کی طرف سے علم ملا ہوا تھا۔ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے زمانہ ملازمت میں ان مولویوں سے جن کے نام سے اسوقت کے مولوی کانپتے تھے۔ بحث کرتے اور ہمیشہ غالب رہتے تھے ؛

بلوغت اور شادی جب حضرت زرتشت بالغ ہوئے۔ تو آپکی شادی کا انتظام ہوا۔ مگر آپنے اپنے والد سے صاف طور پر عرض کر دیا۔ کہ جب تک میں لڑکی کا مُنہ نہ دیکھ لوں۔ مَیں شادی نہیں کر سکتا۔ ہمارے آقائے نامدار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ شادی کرنے سے پہلے اس لڑکی کو دیکھ لیا کرو۔ جس سے تم نے شادی کرنی ہوتی ہے۔ آنحضرت کا یہ فرمان ایک نہایت ہی قیمتی اصول ہے۔ جو بہت سے آیندہ پیدا ہونیوالے فسادات کو روک دیتا ہے ؛

حضرت زرتشت کی تین دفعہ شادی ہوئی۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا جس کا نام است دستر اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ دوسری بیوی سے دو لڑکے ہوری ستر اور اردتنتنر پیدا ہوئے۔ تیسری بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی

پندرہ برس کی عمر سے لیکر تیس برس تک جب آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی۔ آپکے حالات دریافت کرنیکے لئے واقعات ہمارا بہت کم ساتھ دیتے ہیں اور اس کی زیادہ تر وجہ یہ ہے۔ کہ یہ ایسا وقت تھا۔ جب آپ اس عظیم الشان کام کے لئے جس کے لئے آپنے مبعوث ہونا تھا۔ تیاری کر رہے تھے بیس برس کی عمر میں روایات کہتی ہیں۔ آپ تمام تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر پہاڑ کی ایک غار میں جا رہے۔ اور دس سال تک اس میں عبادت کرتے رہے اس زمانے کے متعلق یہ مشہور ہے۔ کہ آپنے دس سال تک کلام نہیں کی اس کا مطلب صرف یہی ہے۔ کہ آپکو اس عرصہ میں دنیا سے کوئی سروکار نہیں

تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس عرصہ میں آپ صرف پنیر پر گذارہ کرتے تھے۔ ہمارے نبی کریمؐ اور مسیح موعودؑ پر بھی یہ زمانہ گذرا ہے۔ مسیح موعودؑ کی یہ حالت تھی۔ کہ باوجود قادیان کے رؤسا میں سے ہونے کے آپ کو بہت سے لوگ قادیان میں نہیں جانتے تھے۔

آغاز وحی اب وہ وقت آن پہنچا۔ کہ آپ اپنے ملک کی ہدایت کے لئے مبعوث کیئے جاویں۔ جب آپکی عمر تیس برس کی ہوئی۔ تو عین اسوقت جب آپ دریائے ڈیٹی (آذربیجان میں ایک دریا ہے) کو عبور کر کے اس کے کنارے پر کھڑے تھے۔ جو آپنے عالم کشف میں ایک نہایت خوبصورت چمکتی ہوئی شکل کو دیکھا۔ جو کہ انسان سے ۹ گُنے زیادہ بڑی تھی۔

یہ واہومان فرشتہ تھا۔ اس نے حضرت زرتشت کو کہا۔ کہ اپنے کپڑوں کو اتار اور اُٹھکر لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی طرف بلا۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرشتہ نے آپکی ابتدائی وحی میں یہی کہا تھا۔ یا ایّھا المدثر قم فانذر۔ روایات سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ فرشتہ آپکو لیکر آسمان کی طرف چلا۔ آسمان کے دروازے کھل گئے اور حضرت زرتشت نے اپنے آپکو خدائے تعالیٰ کے حضور میں پایا۔ وہاں خدائے تعالیٰ کے جلال اور اسکے ملائکہ کی روشنی اسقدر تھی۔ کہ اسکو کہیں اپنا سایہ تک بھی نظر نہیں آتا تھا۔ خدا کے حضور آپنے اپنی عبودیت کا اظہار کیا۔ اور رب العالمین کے جبروت اور جلال کی بڑائی بیان کی۔ الٰہی دربار سے آپکو تمام ضروری احکام عطا ہوئے اور بہت سے باطنی علوم سے آپ بہرہ ور کیئے گئے۔ اور آپکو اپنے مذہب کی آئندہ حالت کا پورا پورا نقشہ دکھایا گیا۔ کہ آپ کو اور آپکے مریدین کو کن کن مصائب سے گذرنا پڑیگا۔ کس طرح دشمن آپ کو نابود کرنا چاہینگے۔ کس طرح سالہا سال تک باوجود دن رات کوشش کرنے کے آپکی تمام کوششیں خاک میں ملتی نظر آوینگی۔ اور کس طرح جب آپکی حالت حتّٰی استا یئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا والی حالت

ہوجاویگی۔ تو خدائے تعالیٰ کی نصرت غیب سے آپکی دستگیر ہوگی۔ اور پھر کس طرح سرعت کے ساتھ آپکا مذہب اپنے اور ارد گرد کے علاقوں میں پھیلیگا۔ غرض ابتدا سے انتہاء تک آپکے مذہب کی آیندہ حالت کا آپکو کامل اور مکمل فوٹو دکھایا گیا میرے خیال میں یہ حضرت زرتشت کا معراج ہے۔ اور اسکو ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج کے ساتھ بہت بڑی مناسبت معلوم ہوتی ہے۔ روایات کہتی ہیں کہ یہ حالت کشفی ایک دن میں آپ پر تین دفعہ وارد ہوئی ؛

پارسی لوگ حضرت زرتشت کے اس معراج کو پہلی کانفرنس یا پہلی ملاقات کہتے ہیں۔ اور اس سال کو جسمیں آپ پر نزول وحی ہوا "مذہب کا سال کہتے ہیں" اسکے علاوہ حضرت زرتشت کی چھ کانفرنسیں اور ہوئی ہیں۔ مگر وہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ نہیں۔ بلکہ فرشتوں کے ساتھ ہوئیں۔ مورخین کہتے ہیں۔ کہ ان چھ کانفرنسوں کے بعد وحی بند ہوگئی۔ مگر ان کا یہ خیال غلط ہے ہم خدا کے فضل سے نزول وحی کے متعلق بہت کافی اور یقینی علم رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے خدا کے ایک نبی کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ پس یہ خیال کہ نبی کی زندگی میں اسپر وحی بند بھی ہوجاتی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ نبی جب تک اس دنیا میں رہتا ہے یہانتک کہ اسکے آخری وقت تک سلسلہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ جاری رہتا ہے ؛

پہلی کانفرنس تو صاف آپکا معراج معلوم ہوتا ہے۔ اور باقی چھ کانفرنسیں ہیں۔ ہم صرف قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ ممکن ہے حضرت زرتشت نے نزول وحی کو خاص طور پر چھ دفعہ ہی ذکر کیا ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تیئیس برس تک نزول وحی ہوتا رہا۔ اور جبرئیل آپکے پاس آتا رہا۔ لیکن احادیث سے چند واقعات کا پتہ لگتا ہے۔ جہاں آپنے فرمایا ہو۔ کہ جبرئیل میرے پاس آیا۔ اور اس نے مجھے یہ کہا۔ چنانچہ حضرت نبی کریم کا جبرئیل کو غار حرا میں دیکھنا پھر اسکے بعد

ایک عظیم الشان شکل میں ایک کرسی پر جو کہ تمام فضا میں پھیلی ہوئی تھی بیٹھے دیکھنا۔ پھر حضرت جبرئیل کا ایک سائل کی حیثیت میں آپکے پاس آنا۔ وغیرہ وغیرہ ۞ ایسے اور چند واقعات ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے۔ اسی طرح حضرت زرتشت نے فرشتوں کی ملاقات کو چھ دفعہ خاص طور پر ذکر کیا ہو۔ ورنہ یہ بعید از قیاس ہے۔ کہ خدا کا نبی دنیا میں موجود ہو۔ اور سلسلہ وحی بند ہو جاوے۔ آگے چلکر ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ

حضرت زرتشت کی آزمائش

ان چھ کانفرنسوں کے بعد حضرت زرتشت شیطان سے آزمائے گئے۔ شیطان نے آپ کو پکارا۔ اور کہا۔ کہ اے نیک بخت زرتشت تیری ماں اور باپ میری ہی عبادت کرتے تھے۔ تو میری مخالفت نہ کر۔ اور مجھے اور میرے مریدوں کو تباہ کرنیکی کوشش نہ کر۔ خدائے تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر میری عبادت کر۔ تو تجھے وہ ملیگا جو بادشاہوں کو ملا کرتا ہے یعنی میں تجھے بادشاہت دلواؤنگا حضرت زرتشت نے جواب دیا۔ دور ہو او خبیث روح۔ میں خدائے تعالیٰ کی عبادت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ دولت۔ عزت اور ایک سلطنت کیا۔ اگر تو دنیا کی تمام سلطنتیں مجھے خدا کی عبادت کے بدلے میں دیوے تو بھی میں ان پر تھوکتا نہیں۔ اور میں خدا کی عبادت کرونگا۔ اور اسکے پاک مذہب کی اشاعت کرونگا۔ خواہ میرے جسم کی بوٹی بوٹی اڑ جاوے۔ حضرت زرتشت کی اس آزمائش کو حضرت مسیحؑ کی آزمائش سے ایک خاص مناسبت ہے۔ حضرت مسیح بھی شیطان سے آزمائے گئے تھے جیسا کہ انجیل سے پتہ چلتا ہے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ حضرت مسیحؑ اور زرتشت سے بہت افضل تھے۔ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو شیطان نے آزمائش میں کیا ڈالنا تھا۔ آپ تو

فرماتے ہیں۔ کہ میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے۔ وہ مجھے نیک اور اچھے کام کرنے کے لئے ہی کہتا ہے۔

پہلی کانفرنس کے بعد حضرت زرتشت نے تبلیغ شروع کی۔ لیکن جیسا کہ خدا کے تمام پیاروں اور مرسلوں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔ آپکی ہر طرف سے مخالفت کی گئی آپ کو ہنسی اور مخول میں اُڑایا گیا۔ آپ پر طعن و تشنیع کی گئی۔ آپ کو اپنے ملک سے نکالا گیا۔ اور آپ پر ہر طرح کے مظالم روا رکھے گئے۔ جب آپکو یقین ہو گیا۔ کہ نبی کی اپنے وطن میں قدر نہیں کی جاتی۔ اور آپکی تمام کوششوں کا جواب ہنسی۔ مخول اور مخالفت سے دیا گیا۔ اور آپنے آذربیجان کے وسیع ملک میں ایک بھی متنفس ایسا نہ پایا۔ کہ جسکے دل کے کسی گوشے میں بھی خدائے تعالیٰ کی محبت ہو۔ اور وہ خدا کے بھیجے ہوئے رسول کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ تو آپ آذربیجان کو خیر باد کہکر پرشیا چلے گئے۔ مگر یہاں بھی کسی نے آپکی طرف توجہ نہ کی۔ یہاں سے نکلکر آپ چین اور ترکستان میں پھرتے رہے۔ مگر ہر جگہ لن نومن لک کی آواز ہی آپکے کان میں پڑتی رہی۔ یہاں پر ہی بس نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ یکے بعد دیگرے ان تمام جگہوں سے بے رحمی سے نکالے گئے۔ ترکستان سے فرغانہ پہنچے۔ مگر یہاں کے حاکم نے بجائے اسکے کہ آپ کی تعلیم پر کان دھرتا۔ آپ کو قتل کرنا چاہا۔ ناچار آپ کو وہاں سے بھی بھاگنا پڑا۔ جب خدا کے پیارے نے محسوس کیا۔ کہ پرندوں کے لئے تو گھونسلے ہیں۔ مگر ابن آدم کے لئے سر چھپانیکی بھی جگہ نہیں۔ اور آپکو لوگوں کے ایمان سے مایوسی ہو گئی۔ تو بتقاضائے بشریت آپ کو بہت ملال ہوا۔ مگر خدا مصیبت کے وقت الہامات اور کشوف سے اپنے بندوں کی کمر بندھے رکھتا ہے خدا کی تسلّی دینے والی کلام وقتاً فوقتاً آکر آپکو تسلّی دیتی اور کہتی۔ ذرا صبر کر۔ میرے پیارے زرتشت یہی لوگ جو تیری مخالفت پر تُلے ہوئے ہیں اور تیرے

خون کے پیاسے ہیں۔ تیری غلامی میں داخل ہونا اپنا فخر سمجھنے لگے۔ دس سال کی متواتر کوشش اور تبلیغ کے بعد ایک شخص کہ وہ بھی آپکا چچازاد بھائی میدیو مونہا تھا آپ پر ایمان لایا۔ اسکو اگر زرتشتی مذہب کا سینٹ جان کہیں تو بہت درست ہوگا۔

ایک غریب شخص ہونے نہ ہونے کے برابر تھا۔ سیلاب مخالفت اپنے پورے زوروں پر تھا۔ زرتشت مخالفت سے تنگ آگئے۔ اور اپنے مولیٰ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور دعا کی لے میرے بھیجنے والے مولیٰ۔ اتنے لمبے عرصہ میں صرف ایک انسان نے میری آواز پر لبیک کہی۔" حضرت زرتشت کی یہ دردناک دعا خدا کے عرش تک پہنچی۔ اور اس کی غیرت جوش میں آئی۔ اور آپ کو حکم ہوا۔ کہ ایران کے بادشاہ وشتاسپ کے پاس جاؤ۔ الٰہی فرمان کی تعمیل میں مخالفتوں سے تنگ آیا ہوا زرتشت وشتاسپ کے دربار میں پہنچا۔ مگر یہاں آکر دیکھتا ہے۔ کہ تمام دربار مولویوں۔ اور جبہ پوشوں سے بھرپور ہے۔ جنکو گگ اور کرپ کہتے ہیں وہ قدم قدم پر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور ہر ممکن کوشش بادشاہ کو اسکے خلاف کرنے اور ہر جائز و ناجائز تدبیر اسکی ہلاکت کے لئے عمل میں لاتے ہیں۔ اور اس سے مختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں۔ جنکے دندان شکن جواب پاکر ششدر رہ ہکا بکا رہ جاتے ہیں۔ آخر یہ فیصلہ ہوتا ہے۔ کہ دربار کے مولویوں اور شاہی عالموں کے ساتھ زرتشت اپنے عقائد اور تعلیم کے متعلق بحث کرے۔ مباحثہ شروع ہوا۔ ختم ہوا۔ خدا کا پیارا پوری طرح سے کامیاب ہوا دشمن ناکام ہوئے۔ اپنی ناکامی کو دیکھ کر انکی مخالفت کی آگ اور زیادہ بھڑکی۔ اور اب انہوں نے حضرت زرتشت پر یہ الزام لگانے شروع کیئے۔ کہ یہ ساحر ہے جادوگر ہے۔

تعجب کی بات ہے۔ مایقال لك الا ما قد قیل للرسل من قبلك

قول خداوندی ہر مرسل کے وقت میں پورا ہوتا ہے۔ خدا کے ہر نبی پر وہی اعتراض ہوتے ہیں۔ جو اس سے پہلے مرسلین پر کیئے گئے۔ ہر رسول کے متعلق مخالفین نے یہی کہا۔ انّ ھذا لساحرٌ مبین۔ اس الزام سے نوحؑ۔ ابراہیمؑ سے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک کوئی بھی مستثنیٰ نہیں رہا۔ زرتشت بھی خدا کا فرستادہ تھا۔ ممکن نہیں تھا۔ کہ اسپر وہ اعتراض نہ ہوتا۔ جو خدا کے نبیوں پر ہمیشہ سے شیطان کے چیلے کرتے چلے آئے ہیں۔ بادشاہ کے کان آپکے خلاف بھرے گئے۔ اور آپ کمال بے ایمانی سے قید کئے گئے۔ اور آپ پر سخت پہرہ لگایا گیا۔ مگر خدائے تعالیٰ کے پیارے ان آزمائشوں سے گھبرایا نہیں کرتے۔ انکا ہر قدم پہلے قدم سے آگے پڑتا ہے۔ اور ہر ابتلا ان کے لئے ترقی کے زینہ کا کام دیتا ہے۔ لیکن جس طرح یوسفؑ کی حالت قید میں عزیز مصر کو آپکی بریت اور بے گناہ ہونیکا یقین ہوا۔ اسی طرح شاہ وشتاسپ شاہ ایران کو حضرت زرتشت کی حالت قید میں آپکے ان تمام الزامات سے بری ہونیکا یقین ہوا۔ جو ناہنجار اور نابکار مولوی آپ پر لگاتے تھے۔ لیکن عزیز مصر نے تو یوسف علیہ السلام کو آزاد کرکے آپکو ایک معزز عہدہ عطا فرمایا۔ شاہ ایران نے آذر بیجان کے یوسفؑ کو قید سے رہا کرکے اس کی غلامی اختیار کرلی۔ اور زرتشتی مذہب کے قسطنطین کا خطاب پایا۔ بس اب کیا تھا دربار یوں کا مذہب ٹکا ہوتا ہے۔ وشتاسپ کے ایمان لانے کے ساتھ تمام بڑے بڑے امراء و عمائد نے زرتشتی مذہب اختیار کیا۔ جن میں سے سب سے بڑھکر قابل ذکر جیماسپ ہے۔ جو کہ بادشاہ کا وزیر اعظم اور سلطنت کا چانسلر تھا۔ اور زرتشت کی وفات کے بعد آپکا خلیفہ ہوا شاہی خاندان میں وشتاسپ کے باپ لہراسپ (اروت اسپ)، اسکے بھائی زریر۔ اسکی بیوی ہوٹاسا۔ اور دو بیٹیوں سپنین ڈٹ اور پوشتنو نے بھی زرتشتی مذہب اختیار کیا۔

وشتاسپ کے ایک وزیر فرشوترا نے صرف زرتشت کو قبول ہی نہیں کیا۔ بلکہ اپنی بیٹی ہووی (جسکا ذکر پہلے آچکا ہے۔ جسمیں سے زرتشت کی کوئی جسمانی اولاد نہیں ہوئی) کو آپ سے بیاہ دیا ؛

بادشاہ وقت۔ اسکے خاندان اور اس کے درباریوں کے ایمان لانے کے ساتھ زرتشت کا مذہب ہاں وہی مذہب جس کی دس سال تک وہ مخالفت کی گئی۔ کہ جس نے حضرت زرتشت کو خدا کے دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور کردیا۔ بڑی تیزی سے ایران میں پھیلنا شروع ہوا۔ اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں زرتشتی مذہب میں داخل ہونے لگے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں قریباً تمام کا تمام ایران زرتشت کے قدموں پر آگرا۔ اسی پر بس نہیں ہوئی۔ مبلغ باہر دوسرے علاقوں میں بھیجے گئے۔ اور توران میں .. ... کئی لوگ زرتشتی ہوگئے۔ اور ہندوستان تک اسکا اثر پہنچا۔ یہاں سے ایک برہمن پنڈت کان گرانفچ نامی جو اپنے علم و فضل کے سبب شہرہ آفاق تھا۔ اور وشتاسپ کے وزیر اعظم جیماسپ کا کبھی اتالیق رہ چکا تھا۔ اور اس لحاظ سے بادشاہ ایران سے بھی اسکو بے تکلفی حاصل تھی۔ بادشاہ کو ایک خط لکھا۔ اسمیں اس نے بادشاہ پر بہت اظہار افسوس و ملامت کیا۔ کہ اس نے ایک جھوٹے مدعی رسالت کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر رکھکر اپنی عاقبت خراب کرلی۔ اور اپنے خیال میں غلطی خوردہ بھولے بادشاہ وشتاسپ کو نعوذ باللہ ایک مفتری اور کذاب کے پنجے سے چھڑانے کے لئے خود بلخ کو روانہ ہوا۔ کہ وہاں جاکر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے جھوٹے زرتشت کا ناطقہ بند کرکے اسکو ذلت کا منہ دکھاوے۔ مگر ؎

لوگ سو بک بک کریں پر تیرے مقصد اور ہیں ؛ تیری باتوں کو فرشتے بھی نہیں ہیں رازدار

جس طرح خدا کی اپنی شان عجیب ہے۔ اسکے کام بھی عجیب ہیں۔ وہ پنڈت جو زرتشت کو

ذلیل کرنے اور بادشاہ ایران کو اسکی غلامی سے چھڑانے کے لئے آیا تھا ایران پہنچکر صداقت کی تاب نہ لاکر خود اسی پھندے میں پھنس گیا۔ اور خدا کے زبردست اور طاقتور ہاتھ نے اس دل کو جو پتھر کی طرح سخت تھا اور جس سے ہر دم مخالفت کی آگ چمک چمک کر اٹھتی تھی موم کر دیا۔ سہ

گر کرے معجز نمائی ایک دم میں نرم ہو ❊ وہ دلِ سنگیں جو ہووے مثل سنگِ کوہسار

ہندوستان کے بہت سے لوگوں نے اپنے عالم فاضل پنڈت کی اتباع میں زرتشتی مذہب اختیار کیا۔ پارسی روایات زرتشتی مذہب کے اثر یونان تک بتاتی ہیں۔ مگر اسکی بنیاد محض خوش اعتقادی پر معلوم ہوتی ہے ❊

زمانہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا۔ قریباً پندرہ سال تک زرتشتی مذہب بغیر کسی بیرونی مخالفت کے پھیلتا رہا۔ مگر شیطان خواہ اسکو صداقت کے مقابلہ میں ہزاروں شکستیں ہوں۔ کبھی ہمت نہیں ہارتا۔ اور موقعہ پا کر اپنے چیلے چانٹوں کو صادقوں کے مقابلہ میں میدان میں لاکر کھڑا کر ہی دیتا ہے۔ کوئی کامیابی بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہوتی۔ پیشتر اس کے کہ زرتشتی مذہب ملک کا قومی مذہب ہوتا۔ اسکو صداقت کی قربان گاہ پر بہت سی قربانیوں کا چڑھاوا چڑھانا ضرور تھا۔

ارجاسپ شاہ طوران کو شاہ وشتاسپ سے بعض امور سیاسی کے سبب دشمنی تھی۔ اب وہ مخالفت اور دشمنی مذہبی رنگ پکڑ گئی۔ اور زرتشتی مذہب کو اپنے ملک میں پھیلتے ہوئے دیکھکر آگ بگولا ہو گیا۔ اور وشتاسپ کو لکھا۔ کہ اپنا خراج فوراً ادا کرے اور زرتشتی مذہب کو چھوڑ دے ورنہ اسکی سلطنت تباہ اور اس کے ملک کو تہ و بالا کر دیا جاویگا۔

مگہ صادق بزدلے نبود اگر بیند قیامت را۔ وشتاسپ نے اسکو کہلا بھیجا۔ جو تمہارے دل میں آتا ہے کرو۔ لیکن یہ مجھ نا خیال اپنے دل

سے نکال دو۔ کہ میں کبھی صداقت کو چھوڑ سکتا ہوں۔ ارجاسپ ایک لشکر جرار لیکر ایران پر چڑھ آیا۔ پہلی لڑائی بعض مورخین کی تحقیقات کے مطابق مرو کے قریب ہوئی۔ جس میں کسی فریق کو کوئی شدید نقصان نہ پہنچا۔ دوسری لڑائی میں ارجاسپ کو کامل شکست ہوئی۔ اس کی فوج کا بہت سا حصہ مارا گیا۔ مگر اس طرف بادشاہ کا عزیز بھائی زریر لڑائی میں کام آیا۔ اور جتنا صدمہ ارجاسپ کو اپنی شکست پر ہوا۔ اتنا صدمہ شاہ ایران کو اپنے بھائی کی وفات پر ہوا۔ یہ لڑائی بعض مورخین کی تحقیقات کے مطابق ۶۰۱ قبل مسیح میں ہوئی۔ اس کے بعد اٹھارہ یا بیس سال آرام سے گذر گئے۔ مگر شیطان نے پھر ارجاسپ کو بھڑکایا۔ وشتاسپ اسوقت اپنے دارالخلافہ سے غیر حاضر۔ سیستان میں تھا۔ ارجاسپ نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ اور ایک فوج کثیر لیکر دارالخلافہ ایران پر چڑھ گیا۔ شہر کو۔ اور زرتشتی معبدوں کو گرایا۔ اور زرتشتی مولویوں کو قتل کیا۔ اور سب سے بڑھ یہ کہ زرتشت (اسی پر اکثر مورخین کا اتفاق ہے) عبادت خانے میں حالت عبادت میں قتل کیئے گئے۔ وشتاسپ کا باپ بھی اسی لڑائی میں مارا گیا۔ ارجاسپ کا یہ دوسرا حملہ جس میں حضرت زرتشت مارے گئے ۵۸۳ قبل مسیح میں ہوا۔ اور یہی سال حضرت زرتشت کی وفات کا ہے۔ جب بادشاہ کو سیستان میں یہ خبر پہنچی۔ کہ اس کا دارالخلافہ دشمنوں کے قبضہ میں ہے۔ اس کے معبد خانوں کو گرایا گیا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس کا پیارا ہادی و رہنما زرتشت عین حالت عبادت میں نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا ہے۔ تو اس کے غم کی کوئی انتہا نہ رہی۔ فوراً واپس ایران لوٹا۔ ارجاسپ کی فوج کو شکست ہوئی۔ اور وہ خود لڑائی میں مارا گیا۔ خدا کے پیارے کی موت کا بدلا ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ اب تمام رکاوٹیں مذہب کی اشاعت کے راستے سے ہٹ گئیں۔ اور زرتشتی مذہب ایران کا قومی مذہب ہوا۔ اس کے قریباً اڑھائی سو سال بعد یا اس سے کچھ کم و بیش سکندر اعظم نے ایران کو فتح کرکے زرتشتیوں کی مذہبی کتابوں

کو جلایا۔ اور ان کے معبدوں کو گرا دیا۔ اور اسکی رہی سہی حالت اسلام کی فتوحات کے وقت جاتی رہی۔ جب زنداوستا کی جگہ قرآن کریم اور آرمزد کی جگہ اللہ نے لی۔

زنداوستا اوستا پارسیوں کی مذہبی کتاب ہے۔ اس کے چار حصے ہیں یسنا۔ وسپرد۔ وندیداد اور خورد اوستا۔ یسنا ان میں سے سب سے بڑھکر عبادت کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ اسکے تین حصے ہیں۔ (۱) دیباچہ۔ (۲) گاتھا سز جسمیں زرتشت کے مکالمات اور وحی درج ہے۔ (۳) بعد کا یسنا۔ پہلے تین حصے ملکر (؟) ہیں اوستا کہلانے کے مستحق ہیں۔ اور ان کے مجموعہ کو صرف زرتشتیوں کے پادری ہی بوقت عبادت استعمال کر سکتے ہیں۔ ہاں خورد اوستا کو ہر شخص پڑھ سکتا ہے۔

زرتشتی عقاید ۱۔ پارسی خدا کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں۔ اسکو وہ ارمزد کہتے ہیں۔

۲۔ وہ ملائکہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ جن کو خدا کی مخلوق اور دنیا کے انتظام کے چلانے میں خدا کا مددگار سمجھتے ہیں۔ چھ فرشتوں کا نام خاص طور پر ان کی کتابوں میں آتا ہے۔ داہومان۔ آشم وہشتم۔ آرمیتی وغیرہ خاص کر قابل ذکر ہیں۔

۳۔ وہ شیطان کے وجود پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اسکو وہ آہرمان کہتے ہیں٭۔ انکا خیال ہے۔ کہ نیکی اور بدی کے درمیان ایک جنگ جاری ہے۔ اور میدان لڑائی یہ دنیا ہے۔ اور میدان لڑائی کے عین درمیان میں انسان ہے۔ اور اسکی روح سبب ہے لڑائی کا۔ یعنی دونو فریق اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

۴۔ وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ انسان خدا کی مخلوق ہے۔ اور اس لئے اپنے اعمال کے لئے اسکے سامنے جوابدہ ہے۔ مگر وہ اپنے اعمال اور ارادوں میں خود مختار پیدا کیا

٭ موجودہ عقائد کے لحاظ سے زرتشتی دو خداؤں کے قائل ہیں جو اپنے اپنے کام میں بالکل خود مختار ہیں۔ (۱) نیکی کا دیوتا اور (۲) بدی کا دیوتا۔ جسکو وہ آہرمان کہتے ہیں۔ لیکن بدی کا دیوتا (آہرمان) کوئی خدائے تعالیٰ کی طرح خود مختار ہستی نہیں۔ بلکہ شیطان ہی ہے جو کہ انسان کی پیدائش سے اسکو خدا سے دور لیجانے کیلئے اسکے ساتھ لگا ہوا ہے۔ منہ

گیا ہے۔ اس لئے بُرائی اور نیکی دونو اسپر یکساں اثر کرتی ہیں ÷

۵- ان کا یقین ہے۔ کہ انسان کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ ایک حصّہ زندگی کا وہ ہے جو انسان اس جہان میں گذارتا ہے۔ دوسرا وہ ہے جو اگلے جہان میں گذاریگا۔ مگر دوسری زندگی کے اچھا اور بُرا ہونے کا دارومدار اس زندگی کے اعمال کے اچھا اور بُرا ہونے پر منحصر ہے ÷

۶- وہ جزا و سزا کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ تمام اعمال جو انسان دنیا میں کرتا ہے۔ وہ ایک کتاب میں لکھے جاتے ہیں اور محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور اس کی موت کے بعد اس کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اس کے تمام خیالات۔ اور الفاظ جو وہ اپنے مُنہ سے بولتا ہے اور تمام اعمال محفوظ رکھے جاتے ہیں ÷

۷- انکو دوزخ اور بہشت پر بھی ایمان ہے وہ یقین رکھتے ہیں کہ انسان کے اعمال کو ایک ترازو میں تولا جاویگا۔ جنکے اچھے اعمال زیادہ ہونگے وہ جنت میں جاوینگے اور جنکے بُرے اعمال کا پلّہ بھاری ہوگا۔ وہ دوزخ میں گرائے جاوینگے۔ اور جنکے دونو قسم کے اعمال برابر ہونگے۔ وہ ایک ایسی حالت میں رکھے جاوینگے جنمیں ان کو نہ عذاب ہوگا نہ آرام ÷

۸- وہ نبوّت اور وحی پر ایمان رکھتے ہیں ÷

۹- وہ کہتے ہیں۔ کہ انسان اپنی نادانی اور کم علمی کی وجہ سے بُرائی کی طرف زیادہ جھکتا ہے۔ کیونکہ وہ پوری طرح نہیں جانتا۔ کہ اسکو اسکے اعمال کا کیا بدلا ملیگا شیطان اسکو بُرے اعمال میں پھنسا کر اسکی روح کو تباہ کرتا ہے۔ اور اس کی آئندہ زندگی کو خراب کرتا ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ اسکے اثر کو زائل کرنیکے لئے اپنی طرف سے رسول بھیجتا ہے ÷

۱۰- ان کا خیال ہے۔ کہ موجودہ دنیا کا خاتمہ بہت نزدیک ہے۔ مگر پہلے اس کے کہ دنیا کا خاتمہ ہو۔ شیطان اور رحمان کی فوجوں میں آخری جنگ ہوگی۔ شیطان کی طاقت ہمیشہ کے لئے توڑی جاویگی اور اسکو جہنم میں گرایا جاویگا ÷

یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ جو ہمارے آقا حضرت مسیح موعود کے وجود باجود میں پوری ہوئی۔ آپ کی آمد سے پہلے اسلام دشمنوں کے اعتراضات کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اور دنیا کے مذاہب میں سب سے بدترین مذہب خیال کیا جاتا تھا۔ گویا شیطان نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسلام کو تباہ کرنا چاہا۔ رب العالمین کا جرنیل حضرت احمدؑ کی شکل میں آیا۔ اور اس نے اسلام کے خوبصورت اور دلکش چہرہ سے تمام شکوک و شبہات کے بادلوں کو دور کر کے اس کی عظمت کو دنیا میں دوبارہ قائم کیا۔ اور ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہ کی پیشگوئی پوری ہوئی ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

قرآن کریم بے مثل کتاب ہے

(ماخوذ از سرمہ چشم آریہ)

معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں۔ (۱) معجزات عقلیہ (۲) معجزات علمیہ (۳) معجزات برکات روحانیہ (۴) معجزات تصرفاتِ خارجیہ۔ نمبر اوّل دو و تین کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن شریف میں سے ہیں۔ اور نہایت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہیں جنکو ہر ایک زمانہ میں ہر ایک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید ماجرا کی طرح دریافت کر سکتا ہے۔ لیکن نمبر چار کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں۔ جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں۔ انہی میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ اصل خوبی اور حسن و جمال قرآن شریف کا پہلی تینوں قسم کے معجزات سے ہی وابستہ ہے۔ بلکہ ہر ایک کلام الٰہی کا یہی نشان اعظم ہے کہ یہ تینوں قسم کے معجزات کسیقدر اُس میں پائے جائیں۔ اور قرآن شریف میں تو یہ ہر قسم کے اعجاز اعلیٰ و اکمل و اتم طور پر پائے جاتے ہیں۔ اور انہی کو قرآن شریف اپنی بے مثل و بے مانند ہونے کے اثبات میں بار بار پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ قل لئن اجتمعت الجن و الانس

علی ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ یعنی ان منکرین کو کہدے کہ اگر تمام جن و انس یعنی تمام مخلوقات اس بات پر متفق ہو جائے۔ کہ اس قرآن کی کوئی مثل بنانی چاہیے تو وہ ہرگز اس بات پر قادر نہیں ہونگے کہ ایسی ہی کتاب کہ انہی ظاہری باطنی خوبیوں کی جامع بنا سکیں اگرچہ وہ ایکدوسرے کی مدد بھی کریں۔ اور پھر دوسرے مقام میں فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتٰب من شیء یعنی اس کتاب (قرآن شریف) سے کوئی دینی حقیقت باہر نہیں۔ بلکہ یہ جمیع حقائق و معارف دینیہ پر مشتمل ہے۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ۔ یعنی ہم نے یہ کتاب (قرآن شریف) تمام علوم ضروریہ پر مشتمل نازل فرمائی ہے اور پھر فرماتا ہے:۔ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ یعنی یہ قرآن شریف وہ پاک اوراق ہیں۔ جن میں تمام آسمانی کتابوں کا مغز اور لب لباب بھرا ہوا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین یعنی اے منکرین اگر تم اس کلام کے بارہ میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کچھ شک میں ہو یعنی اگر تم اسکو خدا کا کلام نہیں سمجھتے اور ایسا کلام بنانا انسانی طاقت کے اندر خیال کرتے ہو تو تم بھی ایک سورۃ جو انہی ظاہری باطنی کمالات پر مشتمل ہو بنا کر پیش کرو۔ اور اگر تم نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہیں سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن پتھر (یعنی بت) اور آدمی ہیں یعنی بت اور مشرک اور نافرمان لوگ ہی اس آگ کے بھڑکنے کا موجب ہو رہے ہیں اگر دنیا میں بت پرستی و شرک و بےایمانی و نافرمانی نہ ہوتی تو آگ بھی افروختہ نہ ہوتی تو گویا اس کا ایندھن یہی چیزیں ہیں جو علت موجبہ اس کے افروختہ ہونے کی ہیں اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے:۔ لو انزلنا ھذا القراٰن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من

خشیۃ اللہ و تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون - یعنی یہ قرآن جو تم پر اُتارا گیا۔ اگر کسی پہاڑ پر اُتارا جاتا تو وہ خشوع اور خوف الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اور یہ مثالیں ہم اسلئے بیان کرتے ہیں۔ کہ تا لوگ کلام الٰہی کی عظمت معلوم کرنیکے لئے غور اور فکر کریں۔ یہ تو قرآن شریف میں اُن اعجازی کمالات کا ذکر ہے۔ جو خود اسکے نفس نفیس میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن با ایں ہمہ تصرفاتِ خارجیہ کے اعجاز بھی قرآن شریف میں بکثرت درج ہیں اور اس قسم کے معجزات جمالِ قرآنی کے لئے بطور اُس زیور کے ہیں جو خوبوں کو پہنایا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نفس خوبصورتی زیور کی محتاج نہیں گو اس سے حُسن کی آب و تاب کسی قدر اور بڑھ جاتی ہے۔ اسجگہ واضح رہے کہ تصرفاتِ خارجیہ کے معجزات قرآن شریف میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے خدائے تعالےٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرے وہ تصرف جو خدائے تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا۔ اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا یہانتک کے لوگوں نے ہڈیوں کو پیس کر کھایا۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم کو شرِّ کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروزِ ہجرت کیا گیا یعنی جبکہ کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تو اللہ جلشانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس بد ارادہ کی خبر دے دی۔ اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانیکا حکم فرمایا۔ اور پھر بفتح و نصرت واپس آنیکی بشارت دی۔ بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے۔ جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے۔ اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جسکا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرتؐ کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے

مُنہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکل جانیکی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھکر قتل کرنیکے لئے ٹھیرے رہیں ؎

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند ✤ عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

سو جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اس وفادار اور جان نثار عزیز کو اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد اُن نالائق بدباطن لوگوں نے تعاقب کیا۔ اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پاکر قتل کر ڈالیں۔ اسوقت اور اس مصیبت کے سفر میں بجز ایک باخلاص اور یک رنگ اور دلی دوست کے اور کوئی انسان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہ تھا۔ ہاں ہر وقت اور نیز اس پُرخطر سفر میں وہ مولا کریم ساتھ تھا۔ جس نے اپنے اس کامل وفادار بندہ کو ایک عظیم الشان اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا تھا۔ سو اس نے اپنے اس پیارے بندہ کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرفات اس راہ میں دکھلائے جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدائے تعالیٰ نے جیسا کہ سورۂ لیٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے اُن سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور آنحضرتؐ اُن کے سروں پر خاک ڈالکر چلے گئے۔ از انجملہ ایک یہ کہ اللہ جلشانہ نے اپنے نبی معصومؐ کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچگئے تھے جنمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے رفیق کے مخفی تھے۔ مگر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جس نے اُسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنادیا۔ اور انڈے بھی دیدئیے اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنادیا جس سے مخالف لوگ دھوکہ میں پڑکر ناکام واپس چلے گئے از انجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرتؐ

صلے اللہ علیہ وسلم کے پکڑنے کے لئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا۔ تو جناب ممدوح کی بددعا سے اسکے گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھنس گئے۔ اور وہ گر پڑا۔ اور پھر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا۔ چوتھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکر کثیر کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کر دیں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ تب اللہ جلشانہ نے جناب ممدوح کے ایک مٹھی کنکریوں کے چلانے سے مقام بدر میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اور انکے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سراسیمہ اور اندھا اور پریشان کر کے وہیں رکھا۔ اور ان کی لاشیں انہی مقامات میں گرائیں جنکے پہلے ہی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الگ الگ نشان بتلا رکھے تھے۔ ایسا ہی کئی عجیب طور کے تائیدات و تصرفات الٰہیہ کا (جو خارق عادت ہیں) قرآن شریف میں ذکر ہے جنکا ماحصل یہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بیکسی کی حالت میں مبعوث کر کے پھر ایک نہایت قلیل عرصہ میں جو تئیس برس سے بھی کم تھا۔ ایک عالم پر فتحیاب کیا اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان دیار شام و مصر و ممالک مابین دجلہ و فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا اور اس تھوڑے ہی عرصہ میں فتوحات کو جزیرہ تا عرب سے دریائے جیحون تک پھیلایا۔ اور ان ممالک کے اسلام قبول کرنیکی بطور پیشگوئی قرآن شریف میں خبر دی۔ اس حالت بے سامانی اور پھر ایسی عجیب و غریب فتحوں پر نظر ڈالکر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ کہ جس جلدی سے اسلامی

سلطنت اور اسلام دنیا میں پھیلا ہے اس کی نظیر صفحۂ تواریخ دنیا میں کسی جگہ نہیں پائی جاتی اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اُسی کو دوسرے لفظوں میں خارقِ عادت بھی کہتے ہیں۔ غرض قرآن شریف میں تصرفات خارجیہ کا ذکر بھی بطور خارق عادت بہت جگہ آیا ہے بلکہ ذرا نظر کھولکر دیکھو تو اُس پاک کلام کا ہر یک مقام تائیداتِ الٰہیہ کا نقارہ بجا رہا ہے اور ایک تصویر کھینچ کر دکھلا رہا ہے کہ کیونکر اسلام اپنی اوّل حالت میں ایک خورد تر بیج کی طرح دنیا میں بویا گیا اور پھر وہ تھوڑے ہی عرصہ میں جو خارقِ عادت ہے کیسا بزرگ و عظیم القدر ہو کر اکثر حصہ دنیا میں پھیل گیا اور ہر یک موقعہ پر کیا کیا تائیداتِ الٰہیہ اُس کی حمایت میں ظہور میں آتی رہیں۔ اب ہم بیرونی معجزات کا بیان (جو اعجازی تصرفات ہیں) اسی قدر کافی سمجھ کر اُن معجزات کی تشریح کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہیں جو قرآن شریف کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور اُس کی بطنی اور نفسی خاصیتیں ہیں کیونکہ اس قسم کے معجزات بباعث دائمی شہود اور وجود کے قوی الاثر ہیں جنکو ہر ایک طالب صادق اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور ہر یک منصف کی نظر میں بالضرورت قابلِ یقین ٹھیر سکتے ہیں۔ سو اوّل جاننا چاہئیے کہ معجزہ عاداتِ الٰہیہ میں سے ایک ایسی عادت یا یوں کہو کہ اُس قادرِ مطلق کے افعال میں سے ایک ایسا فعل ہے جسکو اضافی طور پر خارقِ عادت کہنا چاہئیے پس امر خارق عادت کی حقیقت صرف اسقدر ہے کہ جو پاک نفس لوگ عام طریق و طرزِ انسانی سے ترقی کرکے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قربِ الٰہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدائے تعالےٰ حسبِ حالت اُن کے ایک ایسا عجیب معاملہ اُن سے کرتا ہے کہ وہ عام حالاتِ انسانی پر خیال کرنیکے بعد ایک امر خارقِ عادت دکھائی دیتا ہے اور جس قدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصاتِ عشق و محبت میں دور تر چلا جاتا ہے اُسی قدر یہ خارق نہایت صاف اور شفاف

اور روشن وتاباں ظہور میں آتے ہیں۔ جب تزکیہ نفس انسانی کمال تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اُس کا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اُسکے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات و معاملات و اخلاق جو انتہائی درجہ پر اُس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارقِ عادت ہی ہو جاتے ہیں سو بمقابل اسکے ایسا ہی معاملہ باری تعالیٰ کا بھی اُس مبدّل تام سے بطور خارقِ عادت ہی ہوتا ہے سو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبدّل تام اور سید المبدلین اور امام المطہرین تھے جنکو قادر مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اسلئے تمام سراپا وجود اُنکے کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالیشان نبی پر جو کلام نازل ہوا تھا وہ بباعث تبدّلِ تام اُس کے غائت درجہ کا خارقِ عادت ہوتا جس سے تمام اوّلین آخرین کی نظریں خیرہ رہ جاتیں کیونکہ اگرچہ کلامِ الٰہی فی ذاتہٖ کلامِ انسانی سے ایسا ہی ممیّز ہے جیسا خدا انسان سے تمیزِ تام رکھتا ہے لیکن باوجود اس کے فیضانِ وحی حسبِ استعداد وحالتِ صفوت و اخلاقِ فاضلہ و ملکاتِ صالحہ وحی یاب ہوا کرتا ہے اور اسی کی طرف ایک روحانی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں پایا جاتا ہے یعنی یہ کہ وہ پاک کلام بہت سے فرشتوں کی حفاظت کے ساتھ اُترا ہے۔ سو ظاہری فرشتے تو معلوم ہی ہیں مگر پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتیں اور شوق و ذوق سے بھری ہوئی وارداتیں اور دردِ دل اور جوشِ محبت اور صدق و صفا و تبتّل و وفا و توکّل و رضا و نیستی و فنا اور شورش ہائے عشق مولیٰ ایک قسم کے فرشتے ہی ہیں جو قادرِ مطلق نے اپنے اس محبوب افضل الرسل کے وجود میں اکمل و اتم طور پر پیدا کیئے تھے اور پھر اُسی کے اتباع سے ہر یک مومن کامل کے دل میں بھی باذنہٖ تعالیٰ پیدا ہو جاتے ہیں اور اگرچہ عام مومنوں میں بھی جو ابھی حالتِ کمالیہ تک نہیں پہنچے انکا تخم پایا جاتا ہے لیکن وہ تخم اس چھپی آگ کی طرح ہے جو افروختہ آگ کا کام نہیں دے سکتی

جیسے ظاہر ہے کہ انڈا مُرغ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور نہ بیج درخت کا حکم رکھتا ہے اور اگرچہ ہر ایک زمین کے نیچے پانی ہے لیکن بجز بہت سی جان کنی اور مشقت اور مُدت تک زمین کو کھودنے کے وہ پانی نکل نہیں سکتا اسی طرح آتشِ شوقِ الٰہی جب تک اپنے کمال اشتعال کی حالت میں نہ آئے تب تک اُسکے فوائد مترتب نہیں ہو سکتے لیکن جب وہ کامل طور پر افروختہ ہو جاتی ہے اور چاروں طرف سے بھڑک اُٹھتی ہے تب وہ دخل شیطان سے محفوظ رکھنے کے لئے فرشتوں کا کام دیتی ہے اور ملائک حفاظت میں شمار کی جاتی ہے۔ پاک اعمال اور پاک حالتیں اور پاک واردا تیں اور پاک جوشش ۔۔۔۔۔۔۔ اور پاک اخلاقی ظہور جب اپنے اشتعال اور کمال کی حالت میں ہوں تو اُن نیک اور ہوشیار چوکیداروں کی طرح ہیں جو اپنے مالک کے محل کے دروازوں پر چاروں طرف دن رات پہرہ کے لئے کھڑے رہتے ہیں سو ہر چند اس محل کے سارے دروازے کھلے ہیں (یعنی ہر ایک قسم کی قوتیں اور استعدادیں) مگر بباعث تقید محافظین بجز سرد ہوا اور محبوب چیزوں کے کوئی نابکار چیز اندر نہیں جا سکتی اور اگر کُتا یا چور اندر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اور مار کھاتا ہے لیکن وہ محل جسکے دروازے تو کھلے ہیں مگر دروازوں پر کوئی نیک و ہوشیار چوکیدار نہیں گو اس میں ٹھنڈی ہوا اور اچھی اچھی چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں مگر ایسے گھر کو اکثر چور لگے رہتے ہیں اور کُتے اُسکی چیزوں کو پلید کرتے ہیں سو یہ گھر خرابی کی حالت میں رہتا ہے پس جس جگہ صفوت و عصمت و تبتّل و محبّت کامل و تام و حزن و درد و شوق و خوف ہے اُس جگہ انوار وحی کے کامل تجلّیات بغیر آمیزش کسی نوع کی ظلمت کے وارد ہوتے رہتے ہیں اور آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے رہتے ہیں اور جس جگہ یہ مرتبہ کمالِ تام نہیں اُس جگہ وحی بھی اُس عالی مرتبہ سے متنزل ہوتی ہے

غرض وحی الٰہی ایک آئینہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری وعصمت وحیا وصدق وصفاء وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جلشانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی کے لائق ٹھیرا کہ اُسپر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف وکشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اُس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اُس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالےٰ کا ایک نہایت مصفّا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے ۔

گوشوارہ آمد و اخراجات صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ اپریل ۱۹۳۱ء

یا اللہ خیر۔ اعلان۔ اعلان۔ اعلان

اصلی ممیرا بے نظیر چیز۔ مفید تجربہ شدہ دوائی ہے امراض چشم کیلئے اصلی ممیرا حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہے۔ اور حضور ممدوح نے نسخہ بتایا اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ اس نسخہ کا تجربہ قریب سترہ ۱۷ اٹھارہ ۱۸ سال سے میں نے کیا ہے۔ اس یقین پر میں پہنچ گیا ہوں کہ میں اس کا اعلان کروں۔ تمام ان لوگوں کو جو چشم کے امراض میں مبتلا ہوں یا کمزوری نظر ہو یا زیادہ عمر کا ہو یا عینک کے سوا کچھ نہیں پڑھ سکتا یا گکروں کی مصیبت میں گرفتار ہو۔ آٹھ دن اسکا استعمال کریں۔ اگر بے نظیر ثابت نہ ہوا تو واپس کریں میں اسکو بلا چون چرا قیمت واپس کرونگا۔ اور منی آرڈر کا خرچ بھی ادا کرونگا۔ سب سے عمدہ یہ ہے۔ کہ تین ماشہ طلب کریں اور تجربہ کے بعد خود معلوم ہوگا کہ میرا اعلان سچ ہے کہ جھوٹ۔ نرخ ممیرا ایک تولہ عــہ کی بجائے ۵ ؎ اور سرمہ ممیرا ایک تولہ بجائے ۳ ؎ کے عــہ

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ و سلسل البول و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اوّل عــہ فی تولہ قسم دوم ۸ ؎

لنگیاں اور کلاہ۔ ہر قسم کی لنگیاں۔ مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ہاشمی۔ ریشمی سوتی۔ تسری اصلی سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قسم کی مل سکتی ہیں ؛

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لال شربت　　لال شربت　　لال شربت

بچوں اور پرسوتی کیلئے نہایت طاقت بخش دوا ہے قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک ۶ر
دیکھئے محترمہ ش م صاحبہ بنت مجاہد حسین صاحب ضلعدار نہر اخبار تہذیب نسواں مورخہ ۱۲ر جولائی
۱۹۱۳ء میں کیا لکھتی ہیں- پیاری ابن عباسی بیگم صاحبہ تسلیم- کل کے پرچہ اخبار تہذیب سے
آپکا استفسار معلوم ہوا- گو اشتہاری دنیا میں قدم رکھنے اور اشتہاری ادویات کے استعمال کرنے
سے میں بھی سخت متنفر تھی اور میں ہمیشہ سے انکو نقصان مال اور صحت کا زوال بر عکس
نہند نام زنگی کافور خیال کیا کرتی تھی- مگر اس لال شربت نے واقعی لال رنگ کرکے لال و لال
کر دیا- میں آپ بیتی سناتی ہوں- جو تازہ اور حال کا مشاہدہ ہے- برخورداری نجم النساء بیگم
جس کی عمر اب پونے دو سال کی ہے عرصہ تین ماہ سے نصیب اعداء ایسی لاغر ہو گئی کہ کوئی
اسکے دشمنوں کو اثر فلش- اور پروائیوں کا سایہ اور کوئی سوکھا بیر بتانے لگیں پرانے خیالات کی
بزرگواروں نے گنڈہ تعویز حاضرات میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا بعض ضعیف الاعتقاد انہیں
اس معصوم بچی کے سایہ سے حذر کرنے لگیں- میں چونکہ بھوت پریت کی قائل گنڈے تعویذ کی
معتقد نہ کبھی ہوئی اور نہ ہوں آخر کار ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کا لال شربت مایوسی میں استعمال
کرایا جسکے فوری اثر نے دن بدن برقی اثر کا نمایاں کرشمہ دکھایا بہ افضال الٰہی اب عزیزہ اپنی پوری
طاقت اور اصلی حالت پر تین ہفتہ ہی کے استعمال سے پہنچ گئی گویا ایس کے برمن صاحب کا شربت
بھوت پریت سایہ پرچھاواں کے دور کرنے کیلئے مجرب تعویذ اور سوکھے بیر کیلئے سریع التاثیر
نسخہ ہے میں نے قصد مصمم کر لیا ہے کہ متواتر بارہ سال تک بلاناغہ شربت استعمال کراؤنگی
اسلئے اپنی مکرم بہن کی پریشانی کے دور کرنے کے لئے ترغیب دیتی ہوں کہ وہ بھی
برخورداری عطیہ بانو بیگم کو کم از کم دو شیشیاں ضرور پلائیں اور قدرت الٰہی مشاہدہ
کرائیں اور نتیجہ سے اطلاع بخشیں- راقمہ ش م- بنت مجاہد حسین ضلعدار نہر ؎

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپا صدر انجمن احمدیہ کیلئے شائع ہوا-)